انسانی حقوق کا تحفظ اور قیامِ امن اسلامی نظام قضاء کے تناظر میں

Protection of Human rights and establishment of peace
In the light of Islamic judiciary system.

DOI: 10.5281/zenodo.7538365

عبد الغفور خان*

ڈاکٹر واحد بخش**

ABSTRACT:

Islam has divided the obligatory duties into Huquq ul Allah and Huquq–al-Ibad and complying with them guaranteed the success in this world and the hereafter. Islam not only connects rights and responsibilities with others, but also determines their priorities. Those nations where imbalance is created in discharging duties and rights get caught up in mischief and trouble as an unavoidable consequence as if human beings play the main role in the construction and destruction of the society peace.

Maintaining justice as a whole is a vital part of an Islamic state; Allah (SWT) has ordered to show justice even with enemies. Justice cannot be denied in any case. In Islam the implementation of justice is as much important as the wreaking of a father cannot be taken from his son. Other religions also give importance to justice. Before Islam people had forgotten these principles but with the advent of Islam, the discrimination between rich and poor, master and slave was removed because favoring one side would create hatred and encourage class discrimination and would ultimately result in the decline of any state. Therefore, to protect the society from all such evils, Islam has laid importance on following rules of justice. In this perspective, the article describes the importance of justice, equality, reconstruction of judiciary and judicial system in an Islamic state.

Key Words: *Judiciary, Human Rights, Peace. Huquq ul Allah Huquq–al-Ibad*

موضوع کا تعارف:

اس دنیا میں طاقت ور اور کمزور دونوں طرح کے انسان آج بھی آباد ہیں، کل بھی آباد تھے اور آئندہ بھی آباد رہیں گے۔ انسان کی فطرت یہ چاہتی ہے کہ طاقتور اپنی طاقت کا غلط استعمال نہ کریں اور کمزوروں کے ساتھ محبت، ہمدردی، تعاون اور دست گیری کا رویہ اختیار کرے۔ جو طاقتور ہے اس کی طاقت کمزور کی کمزوری رفع کرنے اور اسے اوپر اٹھانے میں مصروف ہو،

---

* پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات و عربی، گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات و عربی، گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان

طاقت ور اسے اس قابل بنائے کہ زندگی کے دوڑ میں وہ پیچھے نہ رہ جائیں۔ لیکن ماضی کی شہادت اور حال کا مشاہدہ ہے کہ زیادہ تر حالات میں یہ مطالبہ پورا نہ ہوا۔ طاقتور کے ہاتھ میں بے شمار حقوق اور اختیارات جمع ہوتے چلے گیے، اور کمزور کو ان کا بہت تھوڑا حصّہ ملا یا بالکل نہ ملا، طاقتور کو طاقت کے نشہ میں اپنی ذمہ داریاں یاد نہ رہی اور کمزور ذمہ داریوں کے بوجھ تلے دبتا گیا اور اپنی کمزوریوں پر آنسو بہاتا رہا۔ اس طرز عمل کا ایک شاخسانہ یہ رہا کہ مختلف ادوار میں اصحاب حقوق اور اصحاب فرائض کے مستقل طبقات وجود میں آتے چلے گیے۔

کہا جاتا ہے کہ دنیا کی تاریخ اور مذہبی کتابوں میں انسان کے بنیادی حقوق کے حوالے تو ملے، لیکن انھیں اس نام سے یاد نہیں کیا جاتا۔ دور جدید کے مورخین کے نزدیک حقوق انسانی کے تصّور سے دنیا(Magna Carta) کے ذریعے روشناس ہوئی۔ یہ شاہ برطانیہ جون(John) کے دور میں 15 جون 1215ء کو منظور ہوا۔ یہ در حقیقت بادشاہ سے بعض طبقات کے حقوق پر غور کرنے کی درخواست تھی، اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ مغرب میں اس سلسلے کی اور بھی کوششیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ شاہ کانکرڈ ثانی(Concord 2) نے ایک منشور کے ذریعے پارلیمنٹ کے اختیارات متعین کیے۔ 1188ء میں شاہ الفونسو نہم(Alphonso 9) سے حبس بے جا کے عدم جواز کا اصول تسلیم کرایا گیا۔ 1766ء میں فرانس کے معروف مفکر روسو نے معاہدہ عمرانی لکھی اسے انقلاب فرانس کا بانی تصور کیا جاتا ہے، اس کی بنیاد پر 1789 میں فرانس کا منشور حقوق انسانی(Declaration of the Right of man) سامنے آیا۔ 1786ء میں امریکی ریاست ورجینا میں متعدد اجتماع نے(George mission) کا مرتب کردہ منشور حقوق انسانی منظور کیا، اس کے علاوہ اقوام متحدہ نے بھی مختلف مواقع پر قراردادیں منظور کی اور آخر مین 10 دسمبر 1948ء کو اس نے عالمی منشور حقوق انسانی(The Universal Declaration of Human Rights) پاس کیا اسے حقوق انسانی کی تاریخ میں ایک انقلابی قدم سمجھا جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ آج حقوق انسانی کا ہر طرف چرچا ہے، اور اسی سلسلے میں بعض اچھی اور قابل تعریف مساعی بھی ہو رہی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان حقوق کی خلاف ورزی بھی آئے دن ہوتی رہتی ہے اسے روکنے کا کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہو رہی ہے۔ خلقی کمزوری اور جبلی کثافتوں کی وجہ سے ایسے مواقع پر ظلم کو روکنے حق دار کو حق دلوانے ہر شخص کو متعین دائرہ میں رکھنے اور فرائض کا پابند بنانے کا نام عدل و قضاء ہے"

قضاء کے لغوی معنی:

جہاں تک قضاء کے لغوی معنی کا تعلق ہے، تو یہ لفظ کسی چیز کو لازمی قرار دینے، اطلاع دینے، فیصلہ کرنے، متعین کرنے اور خالی کر دینے کے معنی میں آتا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں قضاء(عدالتی فیصلہ) سے مرآدوہ قول ہے، جو عمومی اختیار رکھنے والی کسی ہیت حاکمہ کی طرف سے جاری ہو اور جس پر عمل درامد کرنا لازمی ہو۔ عربی زبان میں قضاء کا لفظ کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے، ان سب میں جو مشترک مفہوم ہے وہ کسی چیز کے مکمل اور حتمی طور پر طے کر دینے یا ختم کر دینے کے

ہیں، چنانچہ اس کے ایک معنی حکم دینے کے ہیں جیسے:"وَقَضٰی رَبُّکَ [1]"اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے، اس کے معنی ادا کر دینے کے بھی ہیں قرآن مجید میں میں ہے : " فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ" [2] پھر جب نماز ادا ہو چکے، اس کے معنی فارغ ہو جانے کے بھی ہیں جیسے : " قُضِیَ الۡاَمۡرُ "(3) کام ر تم ہو گیا، اور لوگ اس سے فارغ ہو گئے۔ اس کے معنی کر گزرنے کے بھی ہیں "فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ "(4) اب تمہیں جو کچھ کرنا ہو، کرلو، اس کے معنی ارادہ کے بھی ہیں جیسے : " وَ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا"(5) اور جب وہ کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں قضاء سے مراد کسی حاکم، عدالت، یا حکم کا وہ فیصلہ جو اس نے کسی ایسے معاملہ میں دیا ہو، جو اس کے نزدیک ثابت ہو چکا ہو۔ اس کے علاوہ فقہاء نے قضاء کی لغوی تعریفات مختلف الفاظ میں بیان کی ہے۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

کہ اہل حجاز نے کہا کہ لغت میں قاضی اس شخص کو کہتے ہیں، جو معاملات میں فیصلہ کرنے والا، اور حکم نافذ کرنے والا ہو۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" هذا قضى علىه محمد"(6) یہ وہ ہے جس کا محمد نے فیصلہ فرمایا۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں: لغت میں قضاء سے مراد فیصلہ کرنا اور کسی معاملہ کو طے کرنا ہے، اس لیے کہا جاتا ہے:"قضىٰ يقضىٰ قضاً فهو قاضٍ اذا حكم و فصل"[7] قضیٰ فعل ماضی، یقضیٰ فعل مضارع اور قضاً اس کا مصدر ہے، قاضی سے مراد فیصلہ کرنے والا (یہ اس کا فاعل ہے) جبکہ وہ کوئی فیصلہ کرے یا کوئی معاملہ طے کرے۔

اصطلاحی تعریفات:

قضاء کے اصطلاحی تعریفات میں فقہائے کرام کے متعدد اقوال ذکر کیے جاتے ہیں، ان تعریفات پر اگر غور کیا جائے تو شش جہات سے قضاء کی حقیقت منکشف ہو جائے گی یعنی آپ کو یہ اندازہ ہو جائے گا، کہ کار قضاء کیا ہے؟ ماخذ قضاء کیا ہے؟ دائرہ قضاء کیا ہے؟ تقاضائے قضاء کیا؟ حیثیت اور قوت قضاء کیا ہے؟

علامہ تمرتاشیؒ لکھتے ہیں: " فصل الحصومات و قطع المنازعات[8]" جھگڑوں کو چکانا اور مقدمات کے فیصلے کرنا۔ اس تعریف کا مطلب یہ ہے کہ معاشرے سے مسائل ختم ہو جائے اور زندگی پر امن طریقے سے گزاری جائے۔

شیخ علاوالدین طرابلسی لکھتے ہیں: "الاخبار عن حكم شرعي على سبيل الزام[9]" قضاء سے مراد واجب العمل قرار پانے کے لیے حکم شرعی سے اگاہ کرنا۔ اس تعریف کا حاصل یہ ہے، کہ معاشرے کی اصلاح صرف احکام شرعیہ میں ہے، اور شرعی فیصلہ صرف اطلاع نہیں ہوتا، بلکہ اس کا نفاذ ہوتا ہے۔

لفظ "حق" معنی و مفاہیم کے اعتبار سے اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے۔ اسی وسعت کے پیش نظر اہل لغت اور ماہرین نے اس کے مختلف معنی بیان کیے ہیں۔ جس سے لفظ "حق" کے مختلف استعمالات کا پتہ چلتا ہے۔

ماہرین لغت کے نزدیک حق کے معنی:

ا: المنجد میں حق کے معنی: حق کے لغوی معنی ہیں سچائی، راستی، یقین، انصاف، ثابت شدہ۔ اس کی جمع "حقوق" ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے حق ھکذا، وہ اس کے لائق ہے۔ ایک اور جگہ آتا ہے، ولحق لا اتیک بغیر تنوین، یعنی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں تمہارے پاس نہیں آوں گا حق الدار، گھر کے منافع۔[10]

۲: قاموس المحیط میں حق کے معنی: "الحق یعنی المرالمقضی، الحق یعنی الملک الحق بعنی الموت" [11] "حق سے مراد فیصلہ شدہ امر ہے، حق سے مراد ملکیت بھی ہے، اور حق سے مراد موت بھی ہے۔

۳: امام راغب اصفہانی حق کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اصل الحق المطابقۃ والمرافقۃ مادہ ح ق ، ق - اصل الحق امطابقۃ والموافقۃ کمطابقۃ رجل الباب فی حقہ---------- فالعصبۃ اولی فی ذالک۔" [12]

ترجمہ: حق کی اصل مطابقت اور موافقت ہیں جیسا کہ دروازے کی چول اپنے گڑھے میں اس طرح فٹ آتی ہے کہ وہ استقامت کے ساتھ اس میں گھومتی رہتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ میں نے حق کے متعلق اس سے جھگڑا کیا اور غالب رہا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب عورت اپنی جوانی کو پہنچ جائے تو عصبیۃ زیادہ حقدار ہے۔

۴: ابن منظور حق کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"الحق نقیض الباطل" [13] ترجمہ: حق باطل کے برعکس ہے۔

۵: جوہری کے ہاں حق کے معنی: "الحق: خلاف الباطل والحق ھواخذ الحقوق والحقۃ اخص منہ یقال ھذہ حقتی و استحققتۃ ای استو جبتہ " [14] ترجمہ: حق باطل کا متضاد اور حق حقوق کا واحد ہے اور حقۃ یہ لفظ اس سے خاص ہے۔ کہا جاتا ہے "حقتی" یعنی میرا حق ہے۔ اور اگر حق ماضی کا صیغہ ہو تو اس کے معنی ہے واجب ہو گیا۔ اور "حقیقت الشی" کا مطلب ہے میں نے اس شے کو واجب کر دیا اور "استحققہ" کا مطلب ہے میں نے اس شئے کے وجوب کی خواہش کی۔

۶: الدامغانی حق کے درجہ ذیل معنی بیان کرتے ہیں۔ "الحق یعنی اللہ القرآن ، الاسلام، العدل، التوحید، الصدق، واجب، لیس باطل ، المال الحظ الحق یعنی الحاجۃ" [15] ترجمہ: حق سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات، قرآن، اسلام، عدل، توحید، صدق، سچائی، واجب، جو چیز باطل نہ ہو، مال، حصہ اور ضرورت ہے۔

حق کا اصطلاحی مفہوم:

ابن منظور لسان العرب میں حق کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں؛ الحق نقیض الباطل وجمعہ حقوق وحقاق ولیس لہ بناء ادنی عدد والحق واحدالحقوق والحقۃ حخص منہ وھو فی معنی الحق قال الاذھوی کانھا اوجب واخص تقول ھذہ حقتی ای حصی وفی الحدیث انہ اعطی کل ذی حق حقہ ولا وصیۃ لوارث ای حق ونصیبۃ الذی فرض لہ " [16] ترجمہ: حق باطل کا متضاد ہے اور اس کی جمع حقوق اور حقاق ہے اور "حق" حقوق کا واحد ہے۔ اور الحقۃ کے الفاظ حق سے اخذ ہیں اور یہ حق کے معنی ہی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اور ازہری کے نزدیک گویا کہ یہ زیادہ

واجب اور اخذ ہے۔ تم کہوگے "ھذہ حقتی "یعنی یہ میرا حق ہے۔ اور حدیث مبارکہ میں ہے اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے۔ پس وارث کے لئے وصیت نہیں۔ حق سے مراد اس کا حصہ ہے جو اس کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

انفرادی حقوق:

اسلام پوری انسانیت کے لئے رحمت بن کر آیا قرآن اور صاحب قرآن نے انسانی طرز عمل کے حوالے سے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نسل انسانی کو ایک مکمل نظام عطا کیا ہے۔ یہ نظام ہماری اخلاقی تعلیم وتربیت، معاشرتی وسماجی زندگی، معاشی واقتصادی زندگی، ہماری سیاسی زندگی اور ہماری انفرادی واجتماعی زندگی کے دیگر پہلوؤں پر مشتمل ایک پورا نقشہ عطا کرتا ہے۔ جس کا ہر حصہ دوسرے حصے کے ساتھ اعضائے جسمانی کی طرح ملا ہوا ہے۔ قرآن وحدیث میں انفرادی حقوق کے ساتھ ساتھ اجتماعی حقوق بھی موجود ہیں۔ اب ان انفرادی اور اجتماعی حقوق کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے۔

ا: حق تحفظ جان:

زندگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ عظیم نعمت ہے اور کسی بھی معاشرہ اور ریاست کی طرف سے فرد کو دیے جانے والے جملہ حقوق زندگی پر ہی منحصر ہیں۔ اسلام میں حق تحفظ زندگی اساسی نوعیت رکھتا ہے۔ اسلام انسانی جان کو انتہائی محترم قرار دیتا ہے۔ ہر انسان خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت قرآن کی نظر میں بحیثیت انسان برابر اہمیت کا حامل ہے۔ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کی جان کی حفاظت کی جائے۔ قرآن کریم نے ایک انسان کے قتل کو ساری نسل انسانی کا قتل قرار دے کر تحفظ جان کی اہمیت پر جس قدر زور دیا ہے اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ قرآن کریم نے بے شمار مقامات پر انسانی زندگی کی اہمیت اور تقدس کو بیان کیا ہے۔ چند آیات بطور حوالہ حسب ذیل ہیں۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا[17]

ترجمہ: "جس نے [نفس کی خواہش کے ضمن میں] کسی کو قتل کیا سوائے [جان کے بدلے جان] قصاص کے یا ملک میں فساد پھیلانے کے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا اور جس نے کسی جان کو قتل سے بچا لیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو بچا لیا۔"

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ "[18] ترجمہ: اور مفلسی کی وجہ سے [یا مفلسی کے ڈر سے] اپنی اولاد کو نہ مار ڈالو ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔" انسانی جان کے قتل کو حرام قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں؛"وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ "[19] ترجمہ: "اور جس جان کو اللہ نے حرام قرار دیا تم اس کو بغیر حق کے مت مار ڈالو [یعنی سوائے اس کے کہ یہ جان لینا حق ہو جیسے قصاص وغیرہ] یہ وہ باتیں ہیں جنہیں اللہ نے تم کو حکم دیا ہے تا کہ تم سمجھو۔" اولاد کے قتل کی مذمت کرتے ہوئے

ارشاد فرمایا؛"وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا"[20] ترجمہ:"اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے مت مارڈالو [کیونکہ] ہم ہی ان کو روزی دیتے ہیں اور تم کو بھی۔ بے شک ان کو مارڈالنا بہت بڑا گناہ ہے۔""وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا"[21] ترجمہ: اور جس جان کو اللہ نے [قتل] سے منع فرمادیا اسے مت مارو مگر جائز طور پر [کہ شرعاً تم مجبور ہو جاو کہ وہ قاتل ہو یا مرتد وغیرہ] اور جو کوئی ناحق مارا جائے تو ہم نے اس کے وارثوں کو یہ حق دیا ہے [کہ قتل کا بدلہ طلب کریں] لیکن قتل کرنے [یعنی قصاص لینے] میں حد سے تجاوز نہ کریں۔ بے شک اس کو [اللہ اور اس کے نیک بندوں کی] مدد حاصل ہے۔" اللہ تعالیٰ نے صرف دوسروں کی جان لینے ہی کو ممنوع نہیں ٹھہرایا بلکہ انسان کو خود اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالنے کا بھی حکم دیا ہے۔ اور اسی طرح خودکشی کا راستہ بند کر دیا گیا ہے۔"مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا "[22] ترجمہ:"وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

احادیث مبارکہ اور حق تحفظ جان:

جس طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسانی جان کی حفاظت پر زور دیا ہے اسی طرح حضور نے بھی انسانی جان کی حفاظت پر زور دیا ہے۔ تحفظ جان کے حوالے سے حضور نبی اکرم نے اپنے تاریخی خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا؛"إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ [وَأَعْرَاضَكُمْ] عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا "[23] ترجمہ:"بے شک تمہارے خون ومال اور عزتیں ایک دوسرے پر مطلقاً حرام کر دی گئی ہیں ہمیشہ کے لیے ان چیزوں کی حرمت ایسی ہی ہے جیسی آج تمہارے اس دن کی اور اس ماہ مبارکہ [ذی الحجہ] کی حرمت اس شہر [مکہ] میں ہے۔ اس تاریخی خطبہ میں حضور نے ہر آدمی کا خون اور مال دوسرے پر حرام کر دیا ہے اور حضور نبی اکرم ربیعہ بن الحارث کا بدلہ بنی ہذیل سے نہ لے کر تحفظ جان کی فرضیت ہر شخص پر اجاگر کر دی ہے۔"لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْض"[24] ترجمہ:"سیدنا حضرت ابن عمر راوی ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔"

"عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يُرِيدُ قَتْلَ صَاحِبِهِ، فَهُمَا فِي النَّارِ»، قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ "[25] ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:" جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر آمنے سامنے آجائیں جبکہ ان میں سے ہر ایک، دوسرے کو قتل کرنا چاہتا ہو (پھر خواہ کوئی کسی کو قتل کر دے) تو دونوں آگ میں جائیں گے۔" پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! قاتل تو ٹھیک ہے مگر مقتول کیوں؟ آپ نے فرمایا:" وہ بھی اپنے ساتھی کو

قتل کرنے پر حریص تھا۔ جان کا تحفظ صرف مسلمانوں کا حق ہی نہیں بلکہ تمام انسانیت کا حق ہے بغیر کسی وجہ کے کسی کو قتل کرنا دنیا کا کوئی مذہب بھی اجازت نہیں دیتا اور اسلام نے تو بڑی ممانعت کی ہے۔

۲: حق تحفظ جائیداد:

اسلام میں ایسی تمام نجی املاک جو جائز ذرائع سے حاصل شدہ ہوں جن سے شریعت کے مقرر کردہ تمام حقوق و واجبات مثلاً زکوٰۃ و صدقات، ماں باپ، بیوی بچوں، بھائی بہنوں اور دوسرے عزیزوں کی کفالت کے مصارف، حقوق وراثت، حقوق بیع و شریٰ اور دوسرے نقصانات و واجبات ادا کر دیے گیے ہوں اور ملک کے دفاع، انتظامی امور، فلاح عامہ کے منصوبوں یا ہنگامی ضروریات، مثلاً جنگ، قحط، سیلاب، زلزلہ وغیرہ سے نمٹنے کے لیے حکومت کے مستقل اور عارضی نوعیت کے ٹیکس بھی ادا کیے جا چکے ہوں، نیز جنہیں حرام اور ناجائز مشاغل، یا کاروبار میں صرف نہ کیا جا رہا ہو اسلامی حکومت کی مداخلت سے قطعی محفوظ ہوں گی۔ اور ان سے متعلق مالک کو حسب ذیل حقوق حاصل ہوں گے۔

ا: استعمال اور تصرف کا حق

۲: مزید نفع کمانے کے لیے کاروبار میں لگانے کا حق

۳: انتقال ملکیت کا حق

قرآن کا واضح حکم ہے جس میں دوسروں کے مال کو ناجائز طریقے سے کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ فرمایا: "وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔"[26] ترجمہ: "اور تم باطل طریقے سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاو۔" اسلام کے عطا کردہ حق ملکیت میں مال کمانے، مال رکھنے، مال و متاع سے نفع حاصل کرنے اور مال و متاع کو قانونی طور پر فروخت کرنے، تحفہ دینے، تبادلہ کرنے یا اس کے بارے میں وصیت کرنے کا حق بھی شامل ہے۔ قرآن نے حق ملکیت کی ان مختلف جہتوں کو درج ذیل مقامات پر بیان کیا ہے؛ "وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَ سْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا "[27] ترجمہ: "اور تم اس چیز کی تمنا نہ کرو جس میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مردوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے اس میں حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو۔ بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ "وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى [28]۔ ترجمہ: "اور یہ کہ ہر انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور یہ کہ اس کی سعی جلد ہی سامنے آجائے گی پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔" اسلام ہر انسان کو جائز اور حلال ذرائع سے حاصل کردہ دولت رکھنے اور اسے استعمال کرنے کا حق عطا کرتا ہے۔ قرآن کریم کی کئی آیات انفرادی حق ملکیت کو بیان کرتی ہے۔ "وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ "[29] ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو

۔اور نیکی اختیار کرو۔بے شک اللہ تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت فرماتا ہے۔"خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَ تُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَ صَلِّ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ"۔[30] ترجمہ:"آپ ان اموال میں سے صدقہ [زکوٰۃ] وصول کیجیے کہ آپ اس صدقہ [زکوٰۃ] کے باعث انہیں [گناہوں سے] پاک فرمادیں۔اور انہیں [ایمان ومال کی پاکیزگی سے] برکت بخش دیں اور ان کے حق میں دعا فرمائیں۔بے شک آپ کی دعا ان کے لیے [باعث] تسکین ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔"

قرآن مجید کی وہ آیات جن میں اہل ایمان کو صدقات، زکوۃ اور خیرات کی تلقین کی گئی ہے ان سے انفرادی ملکیت کا حق از خود ثابت ہو جاتا ہے، تاہم انفرادی حق ملکیت کو اسلام نے تصور امانت پر استوار کرتے ہوئے کچھ شرائط سے مشروط کیا ہے۔کوئی بھی اپنی دولت غیر شرعی امور پر خرچ نہیں کر سکتا اسی طرح اسراف اور بے جا خرچ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔اسلام نے انفرادی ملکیت کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشرے کے افراد پر ایسی معاشی ذمہ داریاں بھی عائد کی ہیں۔

3: حق بنیادی ضروریات زندگی:

اسلام نے ہر شخص کو خوراک، لباس اور رہائش کی بنیادی ضروریات کا حق عطا کیا ہے۔یہ ہر شخص کا بنیادی حق ہے کہ اسے اور اس کے خاندان کو بنیادی انسانی ضروریات فراہم کی جائیں۔معاشرے کے افراد کو یہ قانونی حق حاصل ہے کہ وہ ریاست کی اطاعت سے قبل اس سے ان حقوق کا مطالبہ کریں جن حقوق کے ذریعے اسلامی ریاست کو صاحب حیثیت شہریوں سے زکوٰۃ، عُشر اور دیگر مدات میں رقم لینے کا حق دیا گیا ہے۔تاکہ معاشرے میں بنیادی ضروریات سے محروم اور مستحق لوگوں کو بنیادی ضروریات زندگی فراہم کرنے کے لیے ذرائع میسر کیے جائیں۔قرآن مجید کی ذیل آیات میں بنیادی ضروریات زندگی کو بیان کیا جاتا ہے؛"وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَ لِلرَّسُوۡلِ وَ لِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰہِ وَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ"[31] ترجمہ:"اور جان لو کہ جو کچھ مال غنیمت تم نے پایا ہو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے [ہے] اور یتیموں اور مسافروں اور محتاجوں کے لیے ہے۔اگر تم اللہ پر اس [وحی] پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے برگزیدہ بندے پر [حق و باطل کے درمیان] فیصلے کے دن نازل ہوئی۔وہ دن [جب میدان بدر میں مومنوں اور کافروں کے] دونوں لشکر باہم مقابل ہوئے تھے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"وَ فِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الۡمَحۡرُوۡمِ[32] ترجمہ:"اور ان کے مال میں ہر مانگنے والے اور نہ مانگنے والے کا حق ہے۔"مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ قَالُوۡا لَمۡ نَکُ مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ وَ لَمۡ نَکُ نُطۡعِمُ الۡمِسۡکِیۡنَ 33 ترجمہ: " تم کو کس بات نے دوزخ میں پہنچا دیا۔وہ کہیں گے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور ہم مسکینوں کو کھانا [بھی] نہ کھلاتے تھے۔"یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسۡتَطِیۡرًا وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا اِنَّمَا نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡہِ اللّٰہِ لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوۡرًا[34] ترجمہ:"اپنے منتوں کو پورا کرتے ہیں اور اس [قیامت

کے]دن سے ڈرتے ہیں جس [دن] کی مصیبت پھیل پڑے گی اور [یہ لوگ ہیں جو] مسکین، یتیم اور قیدی کو اس کی [یعنی اللہ] کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں [ان کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ]ہم تم کو اللہ تعالی کی خوشنودی کے لیے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے کوئی معاوضہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔"اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡعٰمِلِیۡنَ عَلَیۡہَا وَ الۡمُؤَلَّفَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الۡغٰرِمِیۡنَ وَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ[35] ترجمہ:"بے شک صدقات [زکوٰۃ] محض غریبوں اور محتاجوں اور ان کی وصولی پر مقرر کیے گیے کارکنوں اور ایسے لوگوں کے لیے جن کے دلوں میں اسلام کی الفت کرنا مقصود ہو اور [مزید یہ کہ] انسانی گردنوں کو [غلامی کی زندگی سے] آزاد کرانے میں اور قرضہ داروں کے بوجھ اتارنے میں اور اللہ کی راہ میں [جہاد کرنے والوں پر] مسافروں پر زکوٰۃ [کا خرچ کیا جانا حق ہے] یہ سب اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے۔"یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَا ذَا یُنۡفِقُوۡنَ قُلۡ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ فَلِلۡوَالِدَیۡنِ وَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ وَ مَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ[36] ترجمہ: آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے

۴: حق تحفظ عزت وآبرو:

اسلام میں ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کی عزت وآبرو کی حفاظت کی جائے اسلام تحفظ آبرو کے اس حق کو کسی فرد یا معاشرہ کو پامال کرنے کی اجازت نہیں دیتا اسی طرح اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور کوئی ایسا قانون لاگو نہ کرے جس سے کسی بھی شہری کی عزت اور وقار کی پامالی کی راہ نکلتی ہو۔ اسلام نہ صرف حکومت کو بلکہ معاشرے کے ہر فرد کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے کہ وہ کوئی ایسا کام سرانجام نہ دیں جس سے معاشرے کے کسی بھی فرد کی عزت کو ٹھیس پہنچے ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے('قل للمومنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم)[37] ترجمہ:"اے نبی مومن مردوں سے کہہ دیں کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔"قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ[38] ترجمہ: "اور اے نبی مومن عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔"یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوۡا وَ لَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا[39] ترجمہ:"اے ایمان والو بیشتر بدگمانیوں سے بچتے رہو۔بے شک بعض بدگمانیاں گناہ [کا موجب] ہوتی ہیں اور کسی کی برائی کے کھوج میں نہ لگے رہا کرو اور نہ ایک دوسرے کو اس کے پیٹھ پیچھے برا کہا کرو۔" قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ اسلامی معاشرے میں کسی دوسرے شخص کی بے توقیری کرنا اور شخصی رازداری میں مداخلت کو بھی قرآن نے گناہ اور جرم قرار دیا ہے۔ شخصی عزت ووقار کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے قرآن کریم نے کسی پر جھوٹے الزام اور بہتان تراشی کو

بھی گناہ اور جرم ٹھہرایا ہے۔"وَ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَاۡتُوۡا بِاَرۡبَعَۃِ شُہَدَآءَ فَاجۡلِدُوۡہُمۡ ثَمٰنِیۡنَ جَلۡدَۃً وَّ لَا تَقۡبَلُوۡا لَہُمۡ شَہَادَۃً اَبَدًا وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ[40] ترجمہ:"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور چار گواہ نہ لائیں تو[ان کی سزا یہ ہے کہ] ان کو اسی [۸۰] درّے لگاؤ اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی لوگ نافرمان ہیں-"وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اکۡتَسَبُوۡا فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُہۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِیۡنًا[41] ترجمہ: "اور جو لوگ مومن مرد اور مومن عورتوں کو بلا ان کے کچھ کیے ایذاء پہنچائیں تو وہ جھوٹ اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں" [ایذا میں ستانا، تکلیف پہنچانا، غیبت، چغلی سب آجاتی ہیں] حضور نے ارشاد فرمایا؛" :فَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا۔"[42] ترجمہ:"بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر آپس میں ایک دوسرے کا خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں حرام کر دی ہیں جس طرح آج کے دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں ہے۔"مومن کی عزت نفس کی حفاظت ضروری قرار دیتے ہوئے واضح فرمایا کہ جو کوئی مومن پر لعنت کرتا ہے اس کی سزا کیا ہے۔"قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ ، فَهُوَ كَمَا قَالَ ، قَالَ : وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ ، عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ ، كَقَتْلِهِ ، وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ ، فَهُوَ كَقَتْلِهِ "[43] ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا" جو اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر قسم کھائے پس وہ ایسا ہی ہے جیسی کہ اس نے قسم کھائی ہے اور جو شخص اپنے نفس کو کسی چیز سے ہلاک کرے وہ دوزخ میں اسی چیز سے عذاب دیا جاتا رہے گا اور مومن پر لعنت بھیجنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے اور جس نے کسی مومن پر کفر کا الزام لگایا پس وہ بھی اس کے قتل کرنے کے برابر ہے۔"

۵: حق تحفظ نجی زندگی:

اسلام ہر شخص کو شخصی رازداری اور نجی زندگی کا حق عطا کرتا ہے قرآن حکیم میں بہت واضح طور پر دوسروں کے شخصی اور نجی معاملات کی ٹوہ لگانے اور عیب جوئی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔"یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوۡا وَ لَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِہۡتُمُوۡہُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیۡمٌ[44] ترجمہ:"اے ایمان والو بیشتر بدگمانیوں سے بچتے رہو۔ بے شک بعض بدگمانیاں گناہ کا موجب ہوتی ہیں اور[کسی کی برائیوں کے] کھوج میں نہ لگے رہا کرو اور نہ ایک دوسرے کو اس کے پیٹھ پیچھے برا کہا کرو تم میں کسی کو اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ سو اس کو تم یقیناً بہت ناگوار سمجھتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو[اگر بقضائے بشریت تم سے غلطی ہو جاتی ہے تو توبہ کرو] بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا مہربان ہے۔"

6: عیب پوشی کا حکم:

"عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ رَأَى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ أَحْيَا "[45]ترجمہ:"عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کسی کے عیب کو دیکھے پھر اس کو چھپالے تو گویا اس نے زندہ در گور لڑکی کو زندہ کر دیا۔" ایک اور حدیث میں حضور پاک نے فرمایا؛"عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الْأَمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ۔"[46]ترجمہ:"حضور نے ارشاد فرمایا کہ حاکم جب لوگوں میں شک کی تلاش کرے گا تو وہ انہیں بگاڑ دے گا۔"

ٹوہ لگانے کی ممانعت:

"عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْ كِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَلِمَةٌ سَمِعَهَا مُعَاوِيَةُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ نَفَعَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا۔"[47]ترجمہ:"حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور سے سنا آپ فرماتے تھے اگر تم لوگوں کی عیب جوئی میں لگو گے تو تم انہیں مزید بگاڑ دو گے یا بگاڑ کے قریب کر دو گے۔" قرآن مجید کی ان آیات کریمہ اور حضور پاک کے احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے عیب تلاش کرنا، دوسرے لوگوں کے حالات و معاملات کی ٹوہ لگانا، ہمسایوں کے گھر میں جھانکنا اور مختلف طریقوں سے دوسروں کی خانگی زندگی یا ان کے ذاتی معاملات کی کھوج لگانا ایک بہت برا عمل ہے جس سے معاشرے میں مختلف نوعیت کے فساد رونما ہوتے ہیں۔ اس لیے ہر انسان کو اپنی نجی زندگی کے تحفظ کا حق دیا گیا ہے اور دوسروں کو اس میں دخل اندازی سے منع کیا گیا ہے۔

7: حق مساوات:

اسلام نے تمام بنی نوع انسان کو برابر حقوق عطا کیے ہیں اور اس میں نسب، ذات، رنگ، قومیت، جنس، زبان عقیدے اور وطن کی کوئی تمیز نہیں رکھی اس باب میں اسلام نے جملہ حدود و قیود سے وراء ہر شخص کو سماجی، معاشی اور سیاسی مساوات عطا کی ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق تمام انسانیت ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا ہوئی پس ایک ہی والدین کی اولاد میں کسی بھی طرح امتیاز روا نہیں رکھا جاسکتا۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے؛"يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْاؕاِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ "[48]ترجمہ:"اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے طبقات اور قبیلے بنا دیے تا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو تم سب میں عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا باخبر ہے۔" اس آیت کریمہ میں کسی بھی شخص کی دوسرے پر برتری کی بنیاد صرف تقویٰ اور کردار ہو گا۔ اسلام نے خونی رشتہ کی بنیاد پوری بنی نوع انسان کو ایک برداری میں جوڑ دیا ہے اور ایمان کی بنیاد پر مسلمانوں کو ایک دوسرے کا

بھائی قرار دے کر ان کے درمیان کامل مساوات قائم کر دی ہیں۔ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ "[49] ترجمہ: "تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔"

حضور نے اپنی عملی زندگی میں نظام مساوات کو قائم کیا۔ آپ کی زندگی کے بے شمار واقعات سے حدیث پاک میں ثابت ہے کہ آپ کسی تعلق داری کے بناء پر کسی کی طرف داری نہیں کرتے تھے بلکہ مساوات سے کام لیتے تھے۔ مشہور حدیث ہے۔ "عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُومِيَّةُ الَّتِي سَرَقَتْ ، فَقَالُوا : مَنْ يُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ ، إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ، حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَكَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ، ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ ، قَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ ، وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ ، وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ ، لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ "[50] ترجمہ: "حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ قریش ایک مخزومی عورت کے بارے میں بہت ہی پریشان تھے جس نے چوری کی تھی لوگ کہنے لگے کہ اس کے بارے میں رسول اللہ سے گفتگو کون کرے گا؟ بعض آدمیوں نے کہا کہ حضرت اسامہ بن زید کے سوا ایسی جرات کون کر سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ کے چہیتے ہیں۔ پس اس بارے میں حضرت اسامہ بن زید نے رسول اللہ سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا ، کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود کے بارے میں سفارش کر رہے ہو؟ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: بے شک تم سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے تھے کہ جب کوئی مالدار آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب غریب آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ خدا کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔"

حضور اپنے آپ کو دوسروں سے اعلیٰ وبرتر نہ سمجھتے تھے بلکہ اپنی ذات میں بھی مساوات قائم رکھتے۔ "عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَجُلٍ مِنْ الْأَنْصَارِ، قال: يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيهِ مِزَاحٌ بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ، فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَاصِرَتِهِ بِعُودٍ، فَقَالَ: أَصْبِرْنِي، فَقَالَ: اصْطَبِرْ، قَالَ: إِنَّ عَلَيْكَ قَمِيصًا وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيصٌ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَمِيصِهِ، فَاحْتَضَنَهُ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهُ، قَالَ: إِنَّمَا أَرَدْتُ هَذَا يَا رَسُولَ ."[51] ترجمہ: "اسید بن حضیر سے روایت ہے جو کہ انصار میں سے ایک شخص تھے اور لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے اور ہنسی مذاق کر کے لوگوں کو ہنساتے تھے اسی وقت حضور نے ان کی کوکھ میں لکڑی کی ایک ٹھونک لگائی اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اس کا بدلہ دیں۔ آپ نے فرمایا چلو بدلہ لے لو۔ اسیر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کرتہ زیب تن فرمائے ہوئے ہیں میں برہنہ تھا آپ نے اپنا کرتہ مبارک اٹھایا تو آپ سے اسیر لپٹ گیے اور آپ کے پہلو مبارک کا بوسہ لینے لگے اور پھر عرض کیا یا رسول اللہ میرا یہی مقصد تھا۔" قرآن اور پیغمبر اسلام کے ان ارشادات کی روشنی میں تمام انسان مساوی الحیثیت ہے۔ معاشرتی زندگی میں معیار فضیلت صرف تقویٰ ہے رسول اللہ نے خطبہ حجۃ الوداع میں تمام نسلی تضاد اور عصبیات کو ختم کر کے فرمایا کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کی بنیاد پر فضیلت ہو گی۔

8: حق حصول انصاف:

قرآن حکیم نے زندگی کے تمام معاملات کا عدل وانصاف پر استوار کرنے کی تعلیم دے کر ہر شخص کو بے لاگ انصاف کے حصول کا حق عطا کر دیا ہے۔ قرآن کریم کی مختلف آیات سے یہ مضمون واضح ہے کہ قرآن کریم کے نزول کا بنیادی مقصد معاشرتی اور ریاستی معاملات کو عدل وانصاف پر استوار کرنا ہے تاکہ اسلامی معاشرے کا کوئی فرد ظلم اور استحصال کا شکار نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے؛"وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ۔52 ترجمہ:"اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کیا کرو۔""اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ "53 ترجمہ:"[اے رسول] بے شک ہم نے آپ کی طرف حق پر مبنی کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں میں [حق] کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے اور آپ [کبھی] بد دیانت لوگوں کی طرف داری میں بحث کرنے والے نہ بنیں۔""يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ "[54] ترجمہ:"اے ایمان والو اللہ کے لیے مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے انصاف پر مبنی گواہی دینے والے ہو جاو اور کسی قسم کی سخت دشمنی [بھی] تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم [اس سے] عدل نہ کرو، عدل کیا کرو [کہ] وہ پرہیز گاری سے نزدیک تر ہے اور اللہ سے ڈرا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں سے خوب آگاہ ہے۔""قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ "[55] ترجمہ:"کہہ دیجیے میرے رب نے انصاف کا حکم دیا۔"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ "[56] ترجمہ:"بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک کے ساتھ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا، اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی ونافرمانی سے منع فرماتا ہے وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم خوب یاد رکھو۔"(وامرت لا عدل بینکم)"[57] ترجمہ: "اور مجھے حکم دیا گیا کہ تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔""وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ "[58] ترجمہ:"اور فیصلہ کرو تو پھر ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ کرو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

9: حق سلامتی:

اسلام سلامتی کا دین ہے حضور نے مسلمان کی بنیادی خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنے اسم کا مظہر ہوتا ہے یعنی وہ اپنے ماحول اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے لیے سراپا سلامتی وآشتی ہوتا ہے۔ جہاں اطرف آپ نے سب افراد معاشرہ کو سلامتی کا حق عطا کیا تو دوسری طرف انہیں اس بات کا بھی پابند کیا کہ وہ اپنے قول وفعل سے دوسروں کے لیے سلامتی کا سامان پیدا کریں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا۔"اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ "[59] ترجمہ:"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان ایذاء نہ پائیں۔" دوسری جگہ حضرت ابو موسیٰ اشعری

روایت کرتے ہیں۔"عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَيُّ الإِسْلَامِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ : مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔[60] صحابہ کرام نے بارگاہ رسالت مآب میں عرض کیا کونسا اسلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا؛(اس شخص کا اسلام افضل ہے) جس کی زبان اور ہاتھ (کے شر) سے دوسرے محفوظ رہیں۔"

حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں۔"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَيُّ الإِسْلَامِ خَيْرٌ ؟ قَالَ : تُطْعِمُ الطَّعَامَ ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ۔"[61] ترجمہ:"ایک شخص نے حضور پاک سے پوچھا کہ کس قسم کا اسلام بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کھانا کھلاؤ اور جس کو جانتے ہو اور جس کو نہ جانتے ہو سب کو سلام کرو۔"حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں۔"عَنْ أَنَسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ"[62] ترجمہ:"آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ اپنے دوسرے مسلمان کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔

10: حق جرائم غیر سے برات:

عدل وانصاف کا لازمی تقاضا ہے کہ ہر شخص صرف اپنے ہی اعمال کا ذمہ دار ہوگا۔ اسلام نے ہر فرد معاشرہ کو دل وانصاف کی اس روح کے پیش نظر دوسروں کے جرائم سے برات کا بنیادی حق عطا کیا ہے۔ کہ ہر شخص صرف اپنے ہی اعمال کا ذمہ دار ہے اور دنیا یا آخرت میں کہیں بھی کسی کو دوسرے کے اعمال وافعال کا ذمہ دار نہیں قرار دیا جائے گا۔"تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ "[63] ترجمہ:"وہ ایک امت تھی جو گزر چکی ان کے لیے وہی کچھ ہوگا جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے وہ کچھ ہوگا جو تم کماؤ گے۔ اور تم سے ان کے اعمال کی بازپرس نہ کی جائے گی۔"" وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا"[64] ترجمہ:"ہر شخص جو کچھ کماتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔"وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ "[65] ترجمہ:"اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی اگر کوئی بوجھ میں دبا ہو تو اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہو۔""مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا "[66] ترجمہ:"جو کوئی راہ ہدایت اختیار کرتا ہے وہ اپنے فائدے کے لیے ہدایت پر چلتا ہے اور جو شخص گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی کا وبال (بھی) اسی پر ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کے (گناہوں کا) بوجھ نہیں اٹھائے گا اور ہم ہرگز عذاب دینے والے نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ ہم (اس قوم میں) کسی رسول کو بھیج دیں۔"اسلام محض تہمت کی بنا پر کسی شخص کو گرفتار یا ہراساں کرنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ گرفتاری سے قبل مکمل تحقیقات کو ضروری قرار دیا ہے۔ بغیر جرم ثابت کیے کسی شخص کو گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔"

11: حق تعلیم وتربیت:

اسلام اس لحاظ سے دنیا کے دیگر تمام مذاہب سے ممتاز مقام رکھتا ہے کہ اس کا حرف آغاز اقراء یعنی تعلیم سے متعلق ہے۔ اقراء سے قرآن حکیم کا آغاز کر کے جہاں اہل اسلام کو حصول علم کا پابند ٹھہرایا گیا وہاں دوسرے الفاظ میں انہیں یہ حق بھی عطا کیا گیا ہے کہ وہ اسلامی ریاست میں بغیر کسی پابندی کے علم حاصل کر سکے۔ ارشاد ربانی ہے: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ "[67] ترجمہ: "(اے محمد) اپنے رب کے نام سے (آغاز کرتے ہوئے) پڑھئے، جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اس نے انسان کو (رحم مادر میں جونک کی طرح) معلق وجود سے پیدا کیا۔ پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے لکھنے پڑھنے کا علم سکھایا جس نے انسان کو (اس کے علاوہ بھی) وہ (کچھ) سکھادیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔" قرآن نے اہل علم کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ صرف اہل علم و دانش ہی ہیں جو قرآن سے نصیحت حاصل کر سکتے ہیں۔"وَ مَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ[68] ترجمہ: "اور صرف وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو صاحت عقل و دانش ہیں۔" قرآن نے صرف علم کی فضیلت کو بیان کیا ہے بلکہ متعلقات علم کو بھی باعث شرف و منزلت ٹھہرایا ہے۔"نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ[69] ترجمہ: "نون! قسم ہے قلم کی اور ان (فرشتوں یا اہل قلم کے) لکھنے کی آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے حضور کو طلب علم کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔"فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤى اِلَیْکَ وَحْیُهٗ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا[70] ترجمہ: "پس اللہ بلند شان والا ہے وہی بادشاہ حقیقی ہے اور آپ قرآن کے پڑھنے مین جلدی نہ کیا کریں قبل اس کے کہ اس کی وحی آپ پر پوری اتر جائے اور آپ (رب کے حضور یہ) عرض کیا کریں اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔""قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ[71] ترجمہ: "(اے رسول) کہہ دو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں؟ صرف اہل عقل ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔"

12: بیواؤں کے حقوق:

آپ نے بیواؤں کی بھلائی اور خیر خواہی کی تعلیم دی۔ اسلام سے قبل جب کوئی عورت بیوہ ہو جاتی تو مرنے والے کے رشتہ دار اسے مال وراثت سمجھ کر اس پر قابض ہو جاتے اور اسے وراثت اور دیگر حقوق سے بھی محروم رکھا جاتا۔ اسی طرح عرب میں بیواؤں سے نکاح کو پسند نہیں کیا جاتا تھا۔ جس سے وہ معاشی و سماجی عدم تحفظ کا شکار رہتیں۔ آپ نے خود بیوہ سے نکاح فرما کر اس رسم بد کا خاتمہ کیا۔ آپ نے بیوہ عورتوں کو معاشرے میں باعزت مقام عطا فرمایا اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی فضیلت کو یوں بیان فرمایا۔

"قَالَ: السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ۔"[72] ترجمہ: "بیوہ اور مسکین کے لیے امدادی کوشش کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ یا اس شخص کی مانند جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھے اور راتوں کو قیام کرے۔"

13: ازدواجی زندگی کا حق:

نسل انسانی کے فروغ کے لیے معاشرے میں پاکیزہ ازدواجی زندگی کا قیام اور افراد معاشرہ کو ازدواجی زندگی کا حق دیا جانا ضروری ہے۔ قرآن حکیم نے اسلامی معاشرے کے افراد کو نہ صرف ازدواجی زندگی کا حق عطا کیا ہے بلکہ ازدواجی زندگی کے قیام کو اپنی نشانی قرار دیا۔وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً [73] ترجمہ: "اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔" شادی کے ذریعے انسانی نسل بڑھتی ہے۔ خاندان اور قبیلے وجود میں آتے ہیں۔ اس کی بدولت انسانی زندگی اور تمدن میں نشو و نما ہوتی ہے۔ اس لیے ازدواجی زندگی جو ایک سماجی حق ہے یہ حق اسلام نے معاشرے میں بسنے والے مرد و زن کو عطا کیا ہے۔ خاندانی زندگی کے قیام کے لیے بالغ مرد اور عورت کا نکاح ضروری ہے تاکہ وہ پر امن زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ نسل انسانی کو فروغ دے سکیں۔ ازدواجی زندگی کے حق کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔"فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ [74] ترجمہ: "پس نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں پسند ہوں، دو دو، تین تین اور چار چار۔"

اس آیت کریمہ میں ماطاب لکم سے مراد یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت کو پسند کی شادی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے کسی مرد اور عورت کو نکاح سے محروم نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی مرد اور عورت کو زبردستی دوسرے کے ساتھ مجبور کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اسلام نے ہر مرد اور عورت کو پسند کی شادی کرنے کا حق دیا ہے۔

14: معاشی واقتصادی حقوق:

اسلام نے ہر شخص کو معاشی واقتصادی تحفظ کا حق دیا ہے۔ دولت مندوں کے مال میں غریب اور محتاج لوگوں کا حق رکھا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار مقامات پر انفاق کا حکم فرمایا ہے۔"الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ [75] ترجمہ: "وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔" معلوم ہوا کہ لوگوں کے پاس جو رزق ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے لیے جتنا چاہتا ہے اس کے لیے اسی قدر رزق کشادہ کر دیتا ہے۔

15: دولت کی گردش:

قرآن نے گردش دولت پر زور دیا ہے تاکہ دولت امیروں کے ہاتھ سے نکل کر غریبوں تک بھی پہنچے۔ فرمایا؛"کَیۡ لَا یَکُوۡنَ دُوۡلَۃًۢ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡکُمۡ [76] ترجمہ: "تاکہ وہ تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔" اس آیت کریمہ میں اسلامی معاشرے اور حکومت کی معاشی پالیسیوں کا یہ بنیادی قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ دولت کی گردش پورے معاشرے میں عام ہونی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ مال صرف مالداروں ہی میں گھومتا رہے یا امیر روز بروز امیر تر اور غریب دن بدن

غریب تر ہوتے چلے جائیں۔ اسی مقصد کے لیے سود حرام کر دیا گیا۔ حضور کے نہ صرف غیر صحت مندانہ معاشی سرگرمیوں کا خاتمہ کیا بلکہ معاشرے میں صحت مند معاشی سرگرمیوں کے فروغ کے لیے ہر شخص کو معاشی جدوجہد کا حق عطا فرمایا۔ اور ہر پیشے کو عزت والا پیشہ قرار دیا۔ "عَنْ الْمِقْدَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام ، كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ ۔"[77] ترجمہ: "حضرت مقدام بن معد یکرب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے بیان فرمایا کہ کسی شخص نے کبھی کوئی کھانا اس سے اچھا نہ کھایا کہ انسان ہاتھوں کی کمائی سے کھائے اللہ کے نبی حضرت داؤد اپنے ہاتھوں کے عمل سے کھاتے تھے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا: " عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ ۔"[78] ترجمہ: "حضرت عبداللہ فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا حلال کمائی کی تلاش ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے

16: حق تحفظ شخصی آزادی:

اسلام میں کسی شہری کو کھلی عدالت میں جرم ثابت کیے بغیر محض شک وشبہات کی بنا پر گرفتار کرنا اور بغیر عدالتی کاروائی کے جیلوں میں قیدی بنانا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ امتناعی نظر بندی کا اسلامی قانون میں کوئی تصور نہیں ہے۔ قرآن حکیم کا واضح حکم ہے۔ "مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ[79] ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ جب تک کہ تم گھر والوں کی اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام بھیج لو۔ یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے پھر اگر تم وہاں کسی کو نہ پاؤ تو داخل نہ ہو جب تک کہ تم کو اجازت نہ دے دی جائے۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔" اس آیت کریمہ میں مذکورہ پابندیوں سے وہ گھر اور عمارتیں مستثنیٰ ہے جہاں کوئی آباد نہ ہو۔ فرمایا؛ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۔[80] ترجمہ: "تمہارے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ایسے گھروں میں داخل ہو جاو جو کسی کے رہنے کی جگہ نہ ہو۔ اور جن میں تمہارے فائدے یا کام کی کوئی چیز ہو۔ گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہونے کی اجازت کے ساتھ ہی مسلمانوں کو یہ ہدایت بھی کر دی گئی ہے کہ وہ دوسروں کی نجی زندگی میں زیادہ داخل نہ ہوا اگر کوئی اپنے گھر میں دعوت پر بلائے تو آداب دعوت کو ملحوظ خاطر رکھا جائے آداب دعوت سکھاتے ہوئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا؛ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ[81] ترجمہ: "اے ایمان والو، نبی کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے جایا کرو، نہ کھانے کے وقت کا انتظار کرتے رہو ہاں اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو ضرور آو مگر جب کھانا کھا چکے

تو منتشر ہو جاو باتیں کرنے میں نہ لگے رہو۔" دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے اور وہاں بقدر ضرورت وقت گزارنے کے سلسلے میں ان ہدایات کے ساتھ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر دروازے ہی سے کوئی چیز لینی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔"وَ اِذَا سَاَلۡتُمُوۡہُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡہُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ[82] ترجمہ:"نبی کی بیویوں سے اگر تم نے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔" مذکورہ بالا آیات کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام شخصی رازداری کے حوالے سے ہماری توجہ ان معمولات زندگی کی طرف بھی دلاتا ہے جنہیں عموماً زندگی میں معمولی سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

17: حق اجرت و معاوضہ:

اسلام نے ہر مزدور اور محنت کش کو یہ حق عطا کیا ہے۔ کہ اس کی محنت کا معقول معاوضہ دیا جائے اور وہ بھی اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دیا جائے مزدوروں اور محنت کشوں سے ان کی ہمت اور برداشت سے زیادہ کام نہ لیا جائے اور اسی طرح اسلام نے مزدور کے ساتھ بدسلوکی یا اسے گھٹیا نگاہ سے دیکھنے سے بھی منع کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے خدمت گزاروں، محنت کشوں اور مزدوروں پر بھی یہ فرض عائد کیا ہے کہ وہ کسی قسم کی چوری، خرد برد اور اپنے مالک کے مال کو ناجائز استعمال یا کسی اور شکل میں ضائع نہ کریں بلکہ وہ امین ہو ایک اچھے ملازم کی خصوصیت قرآن نے یہ بیان فرمائی ہے۔"اِنَّ خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ۔"[83] :"بہترین آدمی جیسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔"

مزدور کی مزدوری نہ دینے کا جرم:

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے؛" ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ ۔"[84] ترجمہ:"رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے روز میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا۔ ایک وہ آدمی جس نے میرے نام پر عہد کیا اور عہد شکنی کی دوسرا وہ جس نے آزاد آدمی کو بھیج کر اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ جس نے کسی کو مزدور رکھا اور پورا کام لے کر اسے مزدوری نہ دی۔"

ایک اور حدیث میں ہے۔"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ[85] ترجمہ:"مزدور کو مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔" آپ نے اجر اور مزدوروں کے حقوق کی حفاظت اور ادائیگی کو لازمی قرار دیا ہے اس سلسلے میں رسول اللہ کا ارشاد ہے؛"عن أبي سعيد الخدري " أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن استئجار الأجير حتى يبين له أجره۔"[86] ترجمہ:"حضور نے مزدور سے اس کی مزدوری کے تعین سے قبل کام لینے سے منع فرمایا۔"

18: حق آزادی اظہار رائے:

اظہار رائے کی آزادی کے بغیر کسی بھی معاشرے میں جمہوری اقدار قائم نہیں ہو سکتی۔ اسلام نے ہر شہری کو یہ حق عطا کیا ہے۔ کہ ملک کے معاملات اور وسائل سے متعلق اپنے رائے کا آزادانہ اظہار کرے۔ قرآن مجید نے مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی۔"تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔"[87] ترجمہ:"وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔" یہ صفت اظہار خیال کی آزادی کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس آیت کریمہ سے نہ صرف اس آزادی کی ضمانت مہیا ہو جاتی ہے۔ بلکہ آزادی کے استعمال کا رخ بھی متعین ہو جاتا ہے۔ ایک مسلمان کو اس آزادی کی اجازت نیکی کی فروغ کے لیے دی جا سکتی ہے۔ برائی کو پھیلانے کے لیے اسے یہ اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس لیے یہ منافقوں کی صفت ہے۔ قرآن مجید نے منافقین کے بارے میں فرمایا؛" يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ يَنْہَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ۔"[88] ترجمہ:"وہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے روکتے ہیں۔" اسلام مشاورت کے بغیر کوئی حکم صادر کرنے سے منع کرتا ہے۔ حضور پاک نے اپنے صحابہ کو مکمل اظہار رائے کی آزادی دے رکھی ہے۔ ایک مشہور حدیث میں آپ نے فرمایا؛"عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ "[89] ترجمہ:"حضرت ابو سعید حذری سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔" ایک بار آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کسی نے کہا۔ " تقسیم غنیمت اللہ کی مرضی کے خلاف ہوئی ہے۔ یہ بہت سخت بات تھی مگر آپ نے معاف کر دیا۔ کسی اور کی آواز آئی آپ نے عدل سے کام نہیں لیا فرمایا؛ اگر میں عدل نہ کروں گا تو اور کون کرے گا؟ پھر کہنے والے سے کوئی باز پرس نہ کی۔ حضرت زبیر اور ایک انصاری کا معاملہ آپ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے حضرت زبیر کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ انصاری نے غصہ میں آکر کہا؛ اپنے پھوپھی زاد بھائی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ آپ نے اس گستاخی پر در گزر کیا اور کچھ نہ فرمایا۔[90]

الحاصل:

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی بدحالی، انتشار، دہشت گردی کے مذموم عزائم اور انسانی خون، بنیادی انسانی حقوق کی پامالیوں کو روکنا اور احترام انسانیت کی بحالی اور امن و سلامتی جیسے چیلنجز کا مقابلہ بے لاگ قیام عدل کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی تناظر میں ملکی سطح پر بھی امن و سلامتی کی حقیقی کوششیں بروئے کار لانی چاہئیں، محض زبانی جمع خرچ سے امن کا قیام ممکن نہیں ہے۔ ریاستی قوانین کی بے لاگ نفاذ (Implementation) وقت کا تقاضا ہے۔ چوروں، ڈکیتوں، افراتفری اور فساد پھیلانے والوں [خواہ افراد کی شکل میں ہوں یا گروہوں کی] کے ساتھ کسی قسم کی امتیاز اور نرمی کا سلوک روا نہیں رکھنا چاہیئے۔ قرآن مجید نے ہمارے یوں راہنمائی کی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَى أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (91) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری

گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریقِ معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے۔ لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو۔ اور اگر تم نے لگی پٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔" اللہ فساد اور فسادیوں کو پسند نہیں کرتا[92] اور فساد کی روک تھام کے لیے بہترین قانون نازل فرمایا ہے، جس کا نفاذ مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری قرار دی گئی ہے جس سے مسلمان اسلامی نظام قضاء کے ذریعے عہدہ براں ہو سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (93)

اسلامی سزائیں اور قیام امن:

اسلامی سزائیں قیام امن کی ضامن ہیں جبکہ خدا بیزار اور مادر پدر آزاد تہذیبوں کے دعویداروں نے اس کے خلاف واویلا مچار کھا ہے اور انسانیت کی عزت و وقار اور امن وسکون تباہ کر رہے ہیں اور قدیم وجدید غلامی اور تمرد و سرکشی کی ساری حدوں کو پھلانگتے جا رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں اسلامی سزائیں اور حدود انسانیت کو عفت، پاکدامنی، امن وسکون اور حقوق کی پاسداری وضمانت فراہم کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [94] "عقلمندو! قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے اس کے باعث تم (قتل ناحق سے) رکو گے۔"

"انسان جب تک حق کا احترام کرتا ہے اس کا خون واجب الاحترام رہتا ہے مگر جب وہ سرکشی اختیار کر کے "ناحق" پر دست دراز کرتا ہے تو اپنے خون کی قیمت خود کھو دیتا ہے، پھر اس کے خون کی قیمت اتنی بھی نہیں رہتی جتنی پانی کی ہوتی ہے"[95]

آپ ﷺ نے حدود اللہ کی بے لاگ قیام اور اس عدل کے فوائد کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فِي بِلَادِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ [96] "اللہ کی حدوں میں سے ایک حد قائم کرنے کی برکت چالیس دن کی بارش سے بھی زیادہ ہے" اس برکت کی وجہ بیان کرتے ہوئے سید مودودیؒ رقمطراز ہیں: "بارش کی برکت یہ ہے کہ اس سے زمین سیراب ہوتی ہے، فصلیں خوب تیار ہوتی ہیں، خوشحالی بڑھتی ہیں، مگر اقامت حدود کی برکت اس سے بڑھ کر ہے کہ اس سے فتنہ وفساد اور ظلم وبدامنی کی جڑ کٹتی ہے، خدا کی مخلوق کو امن وچین سے زندگی بسر کرنا نصیب ہوتا ہے اور دنیا کو زمین سے وہ طمانیت میسر آتی ہے جو تمدن کی جان اور ترقی کی روح ہے۔"[97]

اسلام بے لاگ عدل وانصاف کے قیام کا حکم دیتا ہے بغیر کسی رنگ ونسل اور جنس ومذہب کے تفریق کے: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم : أَقِيمُوا حُدُودَ اللَّهِ فِي الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ وَلَا تَأْخُذْكُمْ فِي اللَّهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ [98] "عبادہ بن صامت راوی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حدود اللہ کو قریب اور بعید کے تمام لوگوں پر [بلا تفریق] یکساں قائم کرو اور اللہ کے اس حکم کے نفاذ میں کسی کے ملامت سے خوف نہ کھاؤ۔" اور آج اس چیز کی

ضرورت ہے کہ نہایت جرات کے ساتھ قیامِ عدل کو قیام امن ، سستے انصاف اور حقوق کی نگہداشت کے حصول کے لیے بروئے کار لایا جائے جو پوری دنیا اور ہر فردِ بشر کی ضرورت ہے۔

اسلامی نظام قضاء کی ذمہ داری:

عدلِ اجتماعی کی اس قدر اہمیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کہنا پڑا کہ آپ ﷺ کی بیٹی بھی اگر چوری کر لیتی تو بھی اس کا ہاتھ کاٹا جاتا اور اسی کو عدل کہتے ہیں۔ جیسا کہ ابن سیدہ، أبو الحسن الأندلسی نے کہا ہے: العدل-القضاء بالحق[99] "قضاء بالحق کو عدل کہتے ہیں" سید مودودیؒ سورت حدید کے آیت: ۲۵ کے تحت لفظ میزان کی تشریح میں لکھتے ہیں: "میزان یعنی وہ معیارِ حق و باطل جو ٹھیک ٹھیک ترازو کی طرح تول تول کر یہ بتادے کہ افکار، اخلاق اور معاملات میں افراط و تفریط کی مختلف تنہاووں کے درمیان انصاف کی بات کیا ہے؟ انبیاء کے مشن کے فوراً معاً بعد یہ فرمانا خود اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہاں لوہے سے مراد سیاسی و جنگی طاقت ہے اور کلام کا مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو قیامِ عدل کی محض اسکیم پیش کر دینے کے لیے مبعوث نہیں فرمایا تھا، بلکہ یہ بات بھی ان کے مشن میں شامل تھی کہ اس کو عملاً نافذ کرنے کی کوشش کی جائے اور وہ قوت فراہم کی جائے جس سے فی الواقع عدل قائم ہو سکے۔ اسے درہم برہم کرنے والوں کو سزا دی جاسکے اور اس کی مزاہمت کرنے والوں کا زور توڑا جاسکے "[100]

عدل کے اس مفہوم کو صحابہ کرام نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا اس معاملے میں کسی معمولی کوتاہی کو بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا تھا جیسا کہ حضرت عمر کے قول سے ظاہر ہوتا ہے، جو آپ کے بارے میں کہا گیا ہے: وعدلْت الشيءَ أعدِلُه-إذا كان فيه أدنى ميلٍ فأقمْتَه والتّعديل - التّقويم . وقال عمر : الحمد لله الذي جعلني في قوم إذا مثلتُ عدّلوني كما يُعدّل السّهم [101] "کسی بھی چیز میں معمولی سی کجی کو درست کرنے کا نام عدل ہے۔ یہی وجہ کہ حضرت عمرؓ نے اس کے بارے میں فرمایا: "الحمد للہ جس نے مجھے ایک ایسے قوم میں پیدا فرمایا کہ اگر میں تھوڑا سا بھی جھکاو اختیار کروں تو وہ مجھے سیدھا کر دیں گے جیسا کہ تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے۔"

عدل و انصاف کی جو بھی بات ہو ببانگ دہل کہنی چاہئے، کیونکہ اگر نہ کہا جائے تو انسانوں کی حقوق کی پامالی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ان پامالیوں کو روکنا کلمہ عدل سے ممکن بنانا جہاد ہے اور جنت کے اندر عالی شان بنگلوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ حضرت ابو سعید روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ أو أمير جائر (102) پھر اس کے بعد ابو سَعید خُدری ؓ نے فرمایا: وَمَا شَيْءٌ أَفْضَلُ مِنْ كَلِمَةِ عَدْلٍ تُقَالُ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ، فَلَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمُ اتِّقَاءُ النَّاسِ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِالْحَقِّ إِذَا رَآهُ أَوْ شَهِدَهُ ، ثُمَّ بَكَى أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ: قَدْ وَاللَّهِ مُنِعْنَا ذَلِكَ [103] "لوگو! بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنے سے افضل کوئی چیز نہیں ہے۔ پس کسی شخص کا ڈر اس کے کہنے سے تمہیں روک نہ دے جب تم حق دیکھو یا اس کے گواہ بنو۔ پھر اس کے بعد رونے لگے اور کہا: قسم بخدا یہ چیز ہم سے روک لی گئی ہے "

حواشی

[1]: القرآن 17، 23۔

[2]: القرآن، 10، 62۔

[3]: القرآن، 12، 41۔

[4]: القرآن 20، 72۔

[5]: القرآن، 2، 117۔

[6]: ابن منظور آفریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1970 ص: 180۔

[7]: ایضاً، مادہ قلل، ج 11، ص: 209۔

[8]: تمر تاشی، شمس الدین محمد بن عبد اللہ، رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار، ج 5، ص: 352۔

[9]: طرابلسی، شیخ علاو الدین، معین الاحکام، ص: 6، مطبوعہ قاہرہ، 1300ھ۔

[10]: المنجد لوئیس معلوف، ص: 225، دار الاشاعت کراچی، 1991ء۔

[11]: فیروز آبادی، محمد بن یعقوب (م: 817ھ) "قاموس المحیط"، ج: 2، ص: 1162، دار الجیل، بیروت، لبنان سطن۔

[12]: امام راغب (م: 502ھ)، المفردات فی غریب القرآن، ج، ص 120، حوالہ سابق۔

[13]: ابن منظور افریقی، ابو الفضل، محمد بن مکرم، جمال الدین، (م 711ھ) لسان العرب، ج 10، ص 51، حوالہ سابق۔

[14]: الجوہری (م 393ھ) الصحاح تاج اللغۃ، ج 4، ص 1708، دار لاحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔

[15]: الدامغانی، حسین بن محمد قاموس القرآن، ص 139-140، دار العلم للملایین، 1977 بیروت۔

[16]: ابن منظور افریقی، ابو الفضل، محمد بن مکرم، جمال الدین (م 711ھ)، لسان العرب، ص 58، المحلہ العاشر۔

[17]: القرآن، 5-32۔

[18]: ایضاً، 6-151۔

[19]: ایضا، 6-151۔

[20]: ایضا، 17-31۔

[21]: ایضا، 17-33۔

[22]: ایضا، 4-93۔

[23]: بخاری، محمد بن اسمعیل البخاری، رقم الحدیث: 67۔

[24]: ایضا، رقم الحدیث: 7080۔

[25]: نسائی، احمد بن شعیب، السنن، کتاب تحریم الدم باب تحریم القتل، ج:7، ص:87، رقم الحدیث، 4125، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1995۔

[26]: القرآن، 2: 188۔

[27]: ایضا4: 32۔

[28]: ایضا، 53: 39۔41۔

[29]: ایضا، 2-195۔

[30]: ایضا، 9-103۔

[31]: ایضا، 8-41۔

[32]: ایضا، 51-19۔

39: ایضا، 74'42-44

[34]: ایضا، 76: 7-9

[35]: ایضا، 9:60۔

[36]: ایضا، 2-215۔

[37]: ایضا، 24-30۔

[38]: ایضا، 24-31۔

[39]: االیضا، 49-12۔

[40]: ایضا، 24-4۔

[41]: ایضا، 33-58۔

[42]: بخاری محمد بن اسمعیل، "الصحیح البخاری"، رقم الحدیث: 1742

[43]: ایضا، رقم الحدیث: 6652۔

[44]: القران، 49-12۔

[45]: سلمان بن اشعت، ابو داؤد، رقم الحدیث: 4891۔

[46]: ایضا، رقم الحدیث، 4889۔

[47]: سلمان بن اشعت، ابو داؤد، رقم الحدیث: 4888۔

[48]: القران، 49-13۔

[49]: ایضا، 49-10۔

[50]: بخاری محمد بن اسمعیل، الصحیح بخاری، "، رقم الحدیث: 6788۔

(51): سلمان بن اشعث، ابوداؤد،، رقم الحدیث: 5224۔

(52): القرآن، 4: 58۔

(53): ایضا، 4: 105۔

(54): ایضا، 5: 8۔

(55): ایضا، 7: 29۔

(56): ایضا، 16: 90۔

(57): ایضا، 42: 15۔

(58): ایضا، 5: 42۔

(59): البخاری، "الصحیح"،، رقم الحدیث: 10۔

(60): البخاری، الصحیح،، رقم الحدیث: 6119۔

(61): البخاری، "الصحیح، رقم الحدیث: 12۔

(62): البخاری، الصحیح، رقم الحدیث: 13۔

(63): القران، 2: 133۔

(64) ایضا، 6: 164۔

(65): ایضا، 35: 18۔

(66): ایضا، 17: 15۔

(67): ایضا، 96: 1-5۔

(68): ایضا، 2: 269۔

(69): ایضا، 68: 1-2۔

(70): ایضا، 20: 114۔

(71): ایضا، 39: 9۔

(72): ابو عیسی محمد بن عیسی، ترمذی، رقم الحدیث: 1969۔

(73): القران، 30: 21۔

(74): ایضا، 4: 3۔

(75): ایضا، 2: 3۔

(76): ایضا، 59: 7۔

(77) البخاری، رقم الحدیث: 2072۔

(78): مشکوۃ، رقم الحدیث: 2781۔

(79): القران، 3: 79۔

(80): ایضا، 24: 29۔

(81): ایضا، 33: 53۔

(82): ایضا، 33: 53۔

(83): ایضا، 28: 26۔

(84): بخاری محمد بن اسمعیل، صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2227۔

(85): ایضا، رقم الحدیث: 2443۔

(86) امام احمد، المسند احمد، رقم الحدیث، 11565۔

(87): القرآن، 3: 110۔

(88): ایضا، 9: 67۔

(89): ترمذی، السنن، رقم الحدیث، 2174۔

(90): قاضی ابویوسف کتاب الخراج، مترجم محمد نجات اللہ صدیقی، ص: 53، مطبوعہ چراغ راہ، کراچی، 1966۔

91 ایضا، ۱۳۵: 4

92 القران، القصص: ۷۷ (وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ)"

93 القران، 5: ۸

94: ایضا 2: 179

95 مودودی، سید ابوالاعلی، الجہاد فی الاسلام، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، س ن)، ۳۲

96 ابن ماجه، محمد بن يزيد القزويني، السنن، تحقيق، محمد فواد عبد الباقي، (بیروت: دار الفكر)، ۸۴۸: ۲، حدیث: ۲۵۳۷

97 مودودی، سید ابوالاعلی، الجہاد فی الاسلام، ص: ۳۱۔

98 ابن ماجہ: السنن، رقم الحدیث ۲۵۳۱۔

99 ابن سيده، أبوالحسن علي بن إسماعيل، النحوي اللغوي الأندلسي، المخصص، (بيروت: دار إحياء التراث العربي، ۱۹۹۶ء)، ط الأولى، تحقيق، خليل إبراهم جفال، ۴۱۰: ۳

100 مودودی، سید ابوالاعلی، تفہیم القرآن، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۹۸ء)، ۳۲۲: ۵

101 المخصص، ۳۴۹: ۳

102 أبو داود، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، باب الامر والنہی، (ریاض: دار السلام، ۲۰۰۹ء)، ۸۵۸، حدیث: 4344

(103) معمر بن راشد الأزدي، الجامع، ۳۴۷: ۱۱